Tauseeq, Volume. 5, Issue. 2
ISSN (P) 2790-9271   (E) 2790-928X
DOI: https://doi.org/10.37605/tauseeq.v5i2.5

Received: 06-11-2024
Accepted: 25-11-2024
Published: 31-12-2024

تانیثیت اور بلوچستان کی شاعرات میں تانیثی شعور

Feminism and feminine consciousness in poets of Balochistan

تنزیلہ ناز*

ڈاکٹر عرفان

Abstract:

Feminism is one of the lates thought which directly influence the literature all over the world. The basic theme of feminism is to eliminate gender discrimination and achieving (equal) in this article we throw the ligh on introduction of feminism and its effect on Balochistan Urdu poetry.The effects of feminism consciousness in female poets of Balochistan were studied.Balochistan women poets have through their potery ,not only expressd their imagination but also highlighted social,economic,and cultural challenges.Despite facing numerous problems,these poets have continued to contribute to the literary landscape,giving voice to the oppressed and marginalized.Their writings reflect the life of women as a blend of independence,self confidence and equality desite the hardships and injustices faced by women society inspiring hope for a better future.

Keywords: Feminism, eliminate gender, independence, Injustices, Urdu poetry, Balochistan

* لیکچرر شعبہ اردو جامعہ بلوچستان کوئٹہ

اسسٹنٹ پروفیسر، وفاقی اردو یونیورسٹی کراچی

انیسویں صدی کے نصف آخر میں جس علمی ادبی اور تعلیمی شعور کا آغاز ہوا بیسویں صدی کا تمام دور اس شعور کا نتیجہ ہے۔ جہاں عالمی سطح پر قوع پذیر تبدیلیوں نے ادب پر بہت سے اثرات مرتب کے۔ بیسویں صدی کے اختتام تک آتے آتے ادب میں بھی جدید رجحانات اور نظریات قائم ہوئے۔ جس کے نتیجے میں اسلوب، رجحانات، تکنیک، موضوعات، نظر آنے لگے۔ ان ہی رجحانات میں ایک اہم رجحان تانیثیت کا بھی ہے۔ اس رجحان کے اثرات بلوچستان پر بھی مرتب ہوئے۔ نئی تبدیلیوں نے جہاں زندگی کے مختلف شعبوں میں انقلاب برپا کیا وہیں بلوچستان میں اردو ادب کے منظر نامے میں منظم طریقے سے تیز رفتاری کے ساتھ قدم بڑھائے۔ بلوچستان میں ادبی تنظیموں نے قیام اور باقاعدہ مشاعروں کی بدولت جہاں شاعری کی جڑیں مضبوط ہونے لگیں وہی شعر وادب میں بھی کئی تبدیلیاں دیکھنے کو ملی۔ نئے رجحانات اور خیالات آنے لگے۔ بلوچستان میں دیگر تحریکات رجحانات کی طرف تانیثیت نے بھی نظم ونثر دونوں میں اپنی شاخت قائم کی۔ بلوچستان میں شعر وادب کی ابتدا اگرچہ مرد حضرات سے ہوئی مگر خواتین بھی ان کے شانہ بشانہ رہیں اور خود کو اردو زبان ادب کے لکھاریوں میں منوایا۔ بلوچستان میں شعر وادب کی روایت میں قلم کار خواتین کا کردار بھی کافی اہم رہا ہے۔ زیر نظر مقالے میں تانیثیت اور بلوچستان کی خواتین شاعرات میں تانیثی شعور کا تحقیقی مطالعہ کیا گیا ہے۔

تانیثیت جیسے انگریزی میں (Feminism) کہا جاتا ہے۔ اس سے مراد نسائی شعور کی بیداری کا اعلان ہے۔ تانیثیت کے لغوی معنی کی تعریف فرہنگ آصفیہ میں یوں درج ہیں:

"تانیثیت یعنی لفظ زنائی کی معنی عورت واستری کے علاوہ مادین لکھا ہے۔
یعنی مونث کے معنی میں لکھا ہے عورت، مادہ، استری، لنگ، مادین، نرکی، ضد، زنانہ، عورت
کا سا، نسا کے بھی معنی کم وبیش وہی ہیں اور دوسری لغات سے مماثل ہیں۔" (۱)

تانیثیت ایک وسیع اور کسی حد تک اختلافی موضوع ہے۔ پاکستانی شاعرات نے مغربی رویات کے برعکس اس تحریک کو مشرقی روایات کی پاس داری کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنے کلام میں نسوانی تشخص کا اظہار کیا ہے اور اسحوالے سے چشم پوشی سے اجتناب برتا ہے۔ جدید دور میں جو شعور عورتوں کو بحیثیت انسان، تہذیبی، سماجی اور معاشی طور پر مردوں ہی کی طرح اظہار خیال کا موقع دیتی ہے۔ وہی تانیثی شعور ہے کیوں کہ اب شاعرات نے اپنے لب کھولنے کا ہنر بھی سیکھ لیا ہے اور اپنے جذبات واحساسات کا بھی کھل کر اظہار کرنے لگی ہیں۔

"تانیثی تنقید کی علم برادر خواتین اس امر کے داعی ہیں کہ عورت کے مخصوص جذبات واحساسات اس کی حسیات، غدودوں کی کارکردگی اور اعصابی مدوجزر سے مرد چونکہ ناآشنا ہوتا ہے اس لیے واقف راز نہ ہونے کی بناپر مرد عورت کو کبھی بھی نہیں سمجھ سکتا۔"

(۲)

عورت کے استحصال کی بنیادی وجہ مردوں کی ایک خاص ذہنیت ہے۔جو معاشرے کے تمام شعبوں میں عورت اچھی ہے یا بری اس کے لیے مرد ہی معیار طے کرتا ہے لہذا شعوری یا غیر شعوری طور پر عورت نے ہمیشہ ایک مرد کو خوشنودی کے لیے کوششیں کی۔لیکن دور حاضر میں خواتین میں انفرادیت کی جھلک ملتی ہے۔تانیثیت کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ مرد کے مقابلے میں عورت کم تر سطح کی مخلوق نہیں اس حوالے سے ڈاکٹر سیما صغیر لکھتی ہیں:

"تانیثیت کے بنیادی نکات میں اہم نکتہ یہ ہے مرد اس معاشرے نے ''عورت'' کی ذہنی تشکیل اور اس کی تشریح وہی کی جیسا کہ وہ خود چاہتا تھا۔شاعرات نے اپنی حق تلفی کے خلاف مزاحمتی اور اجتماعی رویہ اختیار کیا۔جو ہم عصر شاعری میں تانثیت کے رجحان کے نام سے نظر آتا ہے۔" (۳)

ان تمام باتوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ تانیثیت ایک ایسا ذہنی فکری تصور ہے جو عورت کو معاشرے کا ایک فعال فرد تصور کرے۔اس کی اپنی ایک الگ شخصیت ہے اسے مرد سے الگ پڑھا اور سمجھا جائے۔تانیثیت کا مقصد عورتوں کو مردوں کے برابر سیاسی، سماجی اور معاشی حقوق دینا ہے۔اس حوالے سے ناصر عباس نیر اپنی کتاب میں یوں رقم طراز ہیں:

"نسوانی تنقید عورت کے شعور ذات کی پیداوار ہے اس مکتب میں بین اسطور یہ احساس بہت شدید ہے۔کہ عورت کو یا تو تاریخ سے باہر رکھا یا حاشیہ پر۔" (۴)

عورتوں کی اپنے حقوق کے لیے جنگ اور بازیافت کی علاقائی، مقامی، عالمی سطح کی کوئی بھی جدوجہد ہو ان سب کے پیچھے ایک ہی محرک بنیادی ہے کہ وہ مرد کے ہاتھوں استحصال کے خلاف سراپا احتجاج ہے جہاں تک تانیثی شاعری کا موضوع ہے وہ ہے عورت کے تشخص کا احساس جس کے تحت دوسری صنف یعنی مرد کے مقابل اس تشخص کو قائم کیا جائے۔اس عمل میں ان تمام احساسات کی گنجائش ہے جس پر ادب کی

عمارت تعمیر ہوئی۔انقلاب فرانس سے ہونے والی تحریک نے فرانس اور امریکہ کی حدود سے نکل کر دنیا کے دیگر ممالک میں ایک تحریک کی شکل اختیار کرلی۔اور جہاں سرکاری سطح پر حقوق نسواں کی تسلیم کیا گیا وہی اردو ادب میں بھی واضح طور پر اس رجحان کا آغاز بیسویں صدی کی چھٹی دہائی میں ہوا۔جس کا اصل سبب ہمارے معاشرے اور سماج میں اور عورت حیثیت کا مکمل تصور ہی نہیں ابھارا گیا۔اسے ایک کم زور اور نامکمل روپ کے طور پر پیش کیا گیا۔اس کی تمام حیثیتیں ایک مرد سے وابستہ ہو کر رہ گئیں۔جس سے اس کی اپنی انفرادیت صحیح پر نہ ابھر سکی۔پدر سری سماج کے خلاف جبر اور ذات کی خود مختاری کا مطالبہ ہی تانیثیت کی بنیادی وجہ ٹھہرئی۔

بلوچستان میں تانیثیت کے حوالے سے دیکھیں تو یہاں نسائی ادب کے دائرے لوک ادب سے لے کر جدید ادب کی تمام اصناف تک پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں۔اس میں بلوچستان کی تہذیب معاشرت، سماج، ثقافت، جبر، استحصال، نسائی شعور اور فکر کے بدلتے رنگ نسوانی مشاہدات واحساسات کی اپنی کی الگ دنیا نظر آتی ہے۔بلوچستان میں کئی ایسی قلم کار خواتین موجود ہیں جن کے ہاں تانیثی نقطہ شعور پایا جاتا ہے اور جو الگ الگ فن کارانہ انداز میں تانیثی شعور اور ادراک کو پیش کرنے کا ہنر جانتی ہیں۔انھوں نے اپنی شاعری میں خود آگاہی کے احساس سے عورت کی تبدیل ہوئی زندگی کا منظر نامہ پیش کیا۔بلوچستانی شاعرات نے تانیثی شعور کو اپناتے ہوئے مردانہ بالادستی، غیر منصفانہ اور جارحانہ سلوک، عورتوں کے مسائل جذبات واحساسات کو قلم بند کیا۔ڈاکٹر فرزانہ خدرزئی اپنے مقالے بلوچستان کی اردو شاعرات کے کلام میں تانیثی رویے میں لکھتی ہیں کہ؛ بلوچستان کی شاعرات کے کلام میں جہاں تک نسائی شعور کے ادراک اور تانیثیت کا سوال ہے تو یہاں کی شاعرات نے مغرب کی تانیثیت کو مسئلہ یا

مباحثہ سمجھتے ہوئے فکری اظہار نہیں کیا۔نظریاتی اور عملی اعتبار سے یہاں فیمینسٹ شاعرات کی کمی ہے۔یہاں کی شاعرات کے ہاں تانیثیت کا یہ رشتہ اپنی ذات میں نسائی احتجاج کی پہلی آواز ہے۔آج جو نسائیت کی تحریک سر اٹھا رہی ہے اس سے کئی صدیوں قبل یہ شاعرات اپنے سماج سے جڑا رہنے کے سبب خواتین کے معاملات و مسائل کے شعور کا ادراک رکھتی تھیں۔تانیثیت ایک سماجی تحریک ہے جو معاشرے میں عورت کی فکری آزادی کی بازیافت کو ممکن بنانے میں مصروفِ عمل ہے۔بلوچستان کی شاعرات نے عورتوں کی زندگی میں پیش آنے والے مسائل کا دور سے مشاہدہ نہیں کیا بل کہ عورت ہونے کے ناطے خود بھی اس اذیت سے گزری ہیں۔اس حوالے سے پہلا نام رابعہ خضداری کا آتا ہے جو فارسی کی پہلی فی البدیہہ شاعرہ تھیں۔نسائی شعری روایت کی بنیاد رکھنے والی نویں صدی عیسوی بمطابق تیسری صدی ہجری کی اس

شاعرہ کو قدرت نے بہترین شاعرانہ صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ قیام پاکستان سے قبل عزیز بیگم عزیز، شمس بیگم شمس خاوری اور محترمہ افروز بیگم نے نہایت ہنر مندی کے ساتھ نسوانی سوچ اور نسائی طرز احساس کے ساتھ عورتوں کے جذبات کی ترجمانی کی۔اس خوش آئند اور خیال انگیز اقدام کے بعد آنے والے ادوار میں نسائیت کو توانائی اور فروغ کا عنصر ملا۔جب خواتین کو بہتر اسباب میسر ہوئے تو انہوں نے اپنی شناخت کروائی۔آج بلوچستان میں نسائی لب و لہجے وپروان چڑھانے والی شاعرات کی ایک طویل فہرست ہے جنہوں نے انفرادی ہی نہیں بل کہ اجتماعی احساسات کی ترجمانی کی ہے۔

بلوچستان کی شاعرات میں اہم نام طاہرہ احساس جتک بھی ہے۔انھوں نے جہاں اپنی شاعری میں عورتوں کے ظلم کو بیان کیا وہیں آزادی رائے کے اظہار کو موقع دینے پر اور تبدیلی بنی نوع کے لیے پیغام بھی دیا۔ان کی شاعری میں نسائی رنگ نمایاں طور پر سامنے آیا ہے۔ان کے یہاں نسوانی شعور تہذیبی اور ثقافتی رعنائیوں کے ساتھ ظاہر ہوا۔ڈاکٹر فرزانہ خدرزئی اس حوالے سے لکھتی ہیں۔

"ان کی شاعری میں عورت کا وجود نئے رنگوں سے تخلق ہو کر سامنے آتا ہے۔
قبائلی رسم ورواج اور جبر و تشدد کا شکار ہونے والی خواتین کے مسائل ان کا پسندیدہ موضوعات ہیں۔"(۵)

طاہرہ احساس جتک نے اپنی نظموں میں علامتی انداز میں تانیثی شعور کو اپناتے ہوئے مرد اساس معاشرے نے جس طرح عورت کو انسان ہی نہیں سمجھا۔اس کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے انسان سمجھنے احساس سے بھی عاری کیا اپنی نظموں میں علامتی کرداروں کا سہارا لے کر (فرعون، نمرود، شداد) کے ذریعے مرد کا جابرانہ چہرہ دکھایا اور عورت کی مظلومیت، معصومیت اور پاکیزہ دکھایا۔(رابعہ بصری، بی بی مریم، حضرت فاطمہ زہرا) جیسی شخصیات کے ذریعے سے ضبط کی گرہوں کو کھولا ہے۔

طاہرا احساس جتک نے اپنی تخیلات کی اس دنیا میں یہ بتانے کی کوشش کی کہ ان تخیلات کی یہ دنیا مردوں کی دنیا سے کس قدر مختلف ہے۔ان کی نظم میں حضرت آدم میں بھی انھوں نے اپنی خواہشات کا اظہار یوں کیا:

"ابن آدم باپ بیٹا بھائی ہے خاوند ہے
ہر طرح سے میرا دشمن ہے مجھے سوگند ہے"(۶)

جدید عہد میں بدلتے ہوئے صنفی رویے کو بھی رومانوی انداز میں بیان کیا۔تانیثی شعور ان کی نظم ''انتخاب'' کے کچھ اشعار میں یوں نظر آتا ہے:

" کیا سینکڑوں میں منتخب

کسی اک کو جو خدا لگا

مجھے چاہتوں کا خدا لگا

تھا ایک الگ ہی وہ منفرد۔۔۔۔

میرے سنگ سنگ تھا ہم رکاب،

تھا پر انتخاب

تھا حسین خواب"(۷)

طاہرہ احساس نے صرف عورتوں کی بدحالی اور حالات کو ہی نہیں بل کہ لطیف جذبات،احساسات اور کیفیات کا اظہار ان کی نظم ''شکوہ'' میں اس طرح نظر آتا ہے۔

"وہ تو چاند تھا
بھلا چاند کو کہیں چھو سکا کوئی
ہوئی بھول ہم سے اے اجنبی
وہ تھا آفتاب
ہم خار۔۔۔۔
کبھی جان و دل کا بنا کرے
کبھی لب تو اپنے وہ وا کرے

یا جفا کرے

کبھی حال دل تو سنا کرے "(۸)

بلوچستان میں نسانی شعور (عورت کی آواز) کے حوالے سے ہم نام جہاں آرا تبسم کا بھی ہے۔انہوں نے اپنی نظموں میں عورتوں کے مختلف روپ اور نسوانی جذبات کا کھل کر اظہار کیا۔ان کی شعری مجموعے ''مجھے خطبہ نہیں آتا'' میں دانیال طریر نے کچھ اس طرح اظہار خیال کیا ہے:

"مجھے خطبہ نہیں آتا بظاہر تو اظہار کیا اس صلاحیت سے عورت کی معذوری کو پیش کرتی ہے جو اپنی بلند آہنگی کے ذریعے اپنے حق پر ہونے کی دلالت محسوس کرتی ہے۔ مگر یہ باطن اپنے وجود کی اس نفاست کی پیشکش کو موضوع بناتی ہے جس میں اپنی سچائی کی ترسیل کے لیے کسی حاکمانہ لب ولہجے کی ضرورت نہیں ہوتی۔" (۹)

تانیثی شعور کا برملا اظہار ان کی نظم ''میں عورت ہوں حقیقت ہوں'' میں کچھ اس طرح ہوا ہے کہ جہاں وہ نہ صرف اپنے وجود کو حقیقی وجود سے جوڑتے ہوئے اپنی ایک الگ شناخت قائم کرتی ہے۔انہوں نے اپنا تشخص خود قائم کر لیا۔

" ! مجھے دیکھو

! مجھے سوچو

!مجھے سمجھو

میری بے باک نظری کی تہوں میں

! کوئی مجبوری نہیں ہے

کوئی لالچ، ہوس، کوئی بھی چہرہ

کچھ نہیں ہے۔

میری بے باک نظری کی

اتھاہ گہرائیوں میں

صرف اک ادراک ہے

جو مجھ کو میرے خیر پر ہونے کی

مسند پر بٹھاتا ہے"(۱۰)

تانیثی شعور کا ایک اور روپ ان کی نظم "ایک اور۔۔۔مختار امائی''میں اس طرح بھی بیان ہوا ہے۔

" ایک اور۔۔۔مختار امائی

رپٹ لکھی گئی

دنیا نے دیکھا

وہ اک مظلوم عورت

عورتوں کی رہنما بن کر

زمانے کو نظر آئی

اب اس کی اپنی اک تنظیم ہے

وہ معتبر اور معزز ہے

وہی مختار امائی

جو رپٹ لکھوانے آئی تھی"(۱۱)

تانیثی لب ولہجہ اس رنگ میں رنگی ہوئی ایک شاعرہ ذکیہ بہروز بھی ہے ان کی نظموں میں بھی تھکی ہوئی عورت کی تصویر کشی کی گئی ہے۔ حقوق کی بازیابی اور نسائی شعور عورت، قربانی وایثار، خلش کی جھلک ان کی نظم ''مشرق کی بیٹی'' میں یوں جھلکتا ہے۔ جس میں خواتین کے عالمی دن ۸ مارچ کے حوالے سے گہرا طنز ملتا ہے ۔ یہ سال ساری دنیا خواتین کے عالمی مسائل کے طور پر منایا تو ضرور جاتا ہے مگر عورت کی عظمت وقدر کو تسلیم ہی نہیں کیا گیا۔ جہاں وہ ذمہ داریوں اور محبتوں میں تقسیم ہو کر رہ گئی۔

"سنا یہ مارچ کی ہے آٹھویں تاریخ

یہ دن مردوں نے مرے نام سے منسوب کر ڈالا

مرے بابا، مرے بھائی، مرے شوہر نے

اور مرے ہی بیٹوں نے

میری قربانیوں، ایثار اور خدمت کے بدلے میں

ہزاروں نوری سالوں سے

یہ ایک مجھ کو بخشا ہے۔

جیسے کانفرنس میں

یا اسمبلی میں

کسی کی موت کے غم میں

بطور سوگ سب ممبرز

یہ اظہار عقیدت

اک منٹ میں خاموشی رکھیں" (۱۲)

نظم ''عورت'' میں باشعور عورت کے جذبات واحساسات دکھائی دیتے ہیں ان کا یہ شعور سماج کے اس غلط اور فرسودہ روایات کے خلاف نظر آتا ہے۔ جہاں اس کا اپنا وجود ہے ہی نہیں۔

"میرا دم نکل نہ جائے

میری سانس گھٹ نہ جائے

کہیں پہ کوئی جھروکا

نظر آئے روشنی کا

جو دلا سکے یہ احساس

کہ میرا وجود بھی ہے

ہوں اگرچہ ایک عورت

میں کہوں معاشرے سے

میں بھی بندہ خدا ہوں

مجھے حق زندگی کا"(۱۳)

۱۸ صدف غوری کی شاعری میں نسائی شعور واحساسات وفکر نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔انہوں نے اپنے ارد گرد پھیلے ہوئے کرب،اداسی ،مایوسی،ہجر،محبت،وصال،ذات کو ایک نئے انداز میں سمویا ہے۔نوشاد قاصران کے شعری مجموعے'' جب شام ڈھلتی ہے'' میں اس حوالے سے یوں لکھتے ہیں۔

"نسائی ادب میں نئی آواز کا عنوان دیا ہے۔"(۱۴)

ان کی نظم''کہو اپنی کہو تم'' میں جہاں تانیثی شعور نمایاں ہے۔رشتوں کے تقدس کی پامالی اور حد سے بڑھتی ہوئی خود غرضی کو یوں بیان کیا۔ جہاں وہ مردوں سے شکوہ کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔

"صرف اپنی کہو تم

میرا ذکر اتنا ضروری نہیں ہے

کہ میرا جیون تو نہیں

زندگی کے دھاگوں سے

بن کر بنایا گیا"(۱۵)

نظم''جنگل''میں اپنے درد کو بیان کرتے ہوئے کھوکھلے معاشرے کے کھوکھلے مروجہ روایات کو موضوع بنایا۔جہاں صرف ایک عورت کے لیے ہی سارے قوانین اور اصول ہیں۔

"ایک عورت ہونے کے ناطے

کیا جنگل کے بہروپ سبھی

انسان نے بھرے ہیں میرے لیے؟

یہ ظلم ہے کیا میری خاطر؟

اے نکتہ ورو! انصاف کرو۔۔۔

میں عورت ہوں

میں ماں بھی ہوں اور بیٹی بھی"(۱۶)

ان کی نظموں میں تانیثی لب ولہجہ متوجہ کرتا ہے جہاں نسوانی دکھ واضح نظر آتے ہیں۔ ملازمت کرنے والی خواتین کی تصویر کشی اور ملازمت پیشہ خواتین کن نفسیاتی مسائل کا شکار ہوتی ہیں۔ اس کا عکس ان کی شاعری میں جا بجا جھلکتا ہے۔

سمیرا سحر کی نظموں میں نسانی جذبات واحساسات نمایاں ہے ان کی نظم ''ماں'' میں ایک ماں کے کردار کو یوں نمایاں کیا ہے۔

"جو مری عمر تم ہی جی لو

میں گزارونگی تمھارا ہی حصہ

میری شدوں میں تیری لوری ہے

چاند کے پاس ستاروں حصہ"(۱۷)

کرن داؤد کے ہاں ایک باشعور شاعری تجربات ومشاہدات ملتے ہیں۔ ان کی نظموں میں احساس کا دھیما پن ہے جو عورت کے نسائی جذبات کی بے قدری پر گریزاں ہے۔ ان کا نرم اسلوب متوجہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ جس کے ذریعے عورت کے کرب کا تذکرہ آہستگی سے کراتی ہیں۔ ان کی پیشتر نظمیں تانیثیت کو نسائی حسیت کے طور پر قبول کرتی دکھائی دیتی ہیں۔ جن میں عورت کے مسائل و معاملات کو سامنے لا کر تانیثیت کی حمایت کرتی ہیں ان کی نظم کیمو فلاج میں عورت کی نفسیاتی الجھن اور معاشرے کی پوشیدہ کمزوریاں اجاگر ہوتی ہیں۔ تاہم ان کم

زوریوں اور تلخ رویوں کا احوال سناتے ہوئے ان کا لہجہ اور انداز متوازن ہی رہتا ہے۔جذباتیت سے گریز کرتے ہوئے ان احساسات کو پیش کرتی ہیں جو حقائق کی صورت میں اردو گرد پھیلے ہوئے ہیں۔

"چھوڑ دو نا یہ کڑھنا

لے کے آؤ چند جوڑے

رخ پہ مل کے لالی کو

نین بھر کے کاجل سے

اس طرح سے مسکاؤ

دُکھ کہیں نہ دکھ پائیں" (۱۸)

تشخص اور وجود کی اہمیت کا احساس ان کی نظم موم کی گڑیا تحفے میں ہوتا ہے۔اس نظم میں، آہن گر کے پیکر میں طبقہ نسواں پر ڈھائے جانے والے مظالم کا احوال سنایا گیا ہے۔اس نظم برتی گئی علامتیں، استعارے اور لفظیات عورت کی بے بسی، لاچاری کرچی کرچی جذبات اور زخمی ہونے کا احساس دلاتے ہیں:

"آنکھوں تک وہ موم کی گڑیا

پگھلی پگھلی روتی ہے

کہہ دیتی ہوں تم کو دیکھو

آنچ نہ پہنچے اس کے دل کو

آہن گر کو کیا خبر ہے

اس کے نازک جذبوں کی

گھل جائے گ بہہ جائے گی

گرم فضا میں بھٹی کی

دے آئے ہو موم کی گڑیا

آہن گر کو تحفے میں"(۱۹)

قندیل بدر جدید لب و لہجے کی شاعرہ ہیں۔ جس کے ہاں مردوں کے سماج میں صنف نازک کے استحصال کے خلاف تانیثی رنگ نمایاں ہے۔

" کشکول ہوں خالی ہوں تصویر ہوں منت ہوں

امید ہوں، خواہش ہوں، سجدہ، عبادت ہوں

تو ریت ہے پانی ہے، میں پیاس کی صورت ہوں

تو میری ضرورت ہے، میں تیری ضرورت ہوں

حالات سے لڑنے کی طاقت نہ ہمت ہے

مجبور ہوں، بزدل ہوں، کم زور ہوں، عورت ہوں"(۲۰)

ان کی نظم "نئے دکھ کی پرانی کہانی" میں تانیثی شعور کا گہرا ادراک ملتا ہے جہاں وقت کے ہر دور میں راون پیدا ہوئے قسم قدم پر راون کھڑے ہیں اور سیتا ان سے ہارتی جاری ہے۔ وہ اس اذیت سے بچ نہیں سکتی۔

"سلگتے ہوئے خوف کی سرخ چادر میں یوں چھپ رہی ہے

کہ جیسے دشاؤں میں

پاگل ہواؤں میں

راون ہی راون ابھرنے لگے ہیں

دہکنے لگے ہوں ہوس کی انگھیٹی میں انگارے

بھڑکنے لگے ہوں درندوں کی صورت

لپکنے لگے ہوں وہ سیتا کے اس پاک دامن کی صورت "(۲۱)

قندیل بدر نے اپنی شاعری میں جدید عہد میں بدلتے ہوے صنفی رویوں سے تاریخ،ماضی کے داستانوی کرداروں حوالے سے خوبصورتی سے واضح کیا کہ عورت مرد سے زیادہ مضبوط اعصاب کی مالک ہے۔

اس کے علاوہ بلوچستان میں کہیں ایسی قلم کار خواتین ہیں جن کے ہاں تانیثی شعور نظر آتا ہے۔ مجموعی طور پر دیکھا جائے تو بلوچستانی شاعرات تانیثی شعور کو اجاگر کیا ہے ان سب کے ہاں نسائی اور تانیثی شعور کا خاص رنگ نظر آتا ہے۔ان تمام شاعرات نے معاشرے میں موجود جبر واستداد،استحصال، سماجی ناانصافی، گھٹن کو موضوع بنایا۔ان کی غزل اور نظم کے ہر مصرعے معاشرے کی چھپی ہوئی کمزوریوں ذہنی اور نفسیاتی گرہوں کو اجاگر کیا گیا۔ذات کا کرب، نفسیاتی مسائل،نارسائی کا دکھ وہ موضوعات ہیں جوان شاعرات کی شاعری کا مرکزی محور ہیں۔ان خواتین شاعرات نے اپنی تخلیقی صلاحیتوں کا جوہر دکھا کر سماجی برتاؤ اور اپنی انفرادی حیثیت کا علم بلند کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ۔

حوالہ جات

۱۔ دہلوی، مولوی سید احمد، (بار ششم)، فرہنگ آصفیہ، ج اول و دوم، لاہور، اردو سائنس بورڈ، ۲۰۱۰ء، ص ۱۰۸۰

۲۔ سلیم اختر، پاکستانی شاعرات میں تشخص کی تلاش، مشمولہ سہ ماہی ادبیات، اکادمی ادبیات، اسلام آباد، جنوری تا جون ۲۰۰۸ء، ص ۳۴۳

۳۔ سیما صغیر، ڈاکٹر، تانیثیت اور اردو ادب، روایت، مسائل اور امکانات، نئی دہلی، براون بک، ۲۰۰۸ء، ص ۲۸

۴۔ ناصر عباس نیر، جدید اور مابعد جدید تنقید (مغربی اردو تناظر میں)، کراچی، انجمن ترقی اردو، ۲۰۰۴ء ص ۲ ۲۷

۵۔ فرزانہ خدرزئی، ڈاکٹر، بلوچستان میں خواتین کی اردو شاعری، لاہور، بیکن بکس، ۲۰۱۷ء، ۲۰ ۲

۶۔ طاہرہ احساس، پروفیسر، احساس، براہوئی ادبی سوسائٹی، کوئٹہ، ۲۰۱۷ء، ۱۷۴

۷۔ طاہرہ احساس، پروفیسر، احساس، ایضا، ص ۱۷۱

۸۔ جہاں آرا تبسم، مجھے خطبہ نہیں آتا، ایس اپی او (ادارہ استحکام ترقی)، کوئٹہ، ۲۰۱۲ء، ص ۱۰

۹۔ جہاں آرا تبسم، ایضا، ص ۲۸

۱۰۔ جہاں آرا تبسم، ایضا، ص، ۳۹

۱۱۔ ذکی، ذکیہ بہروز، دریچۂ گل، ادارہ ندارد، کوئٹہ، ۲۰۰۵ء، ۸۴ تا ۸۵

۱۲۔ ذکی، ذکیہ بہروز، ایضا، ص ۱۲۱

۱۳۔ ذکی، ذکیہ بہروز، ایضا، ص ۵۴

۱۴۔ غوری، صدف، یہاں جب شام ڈھلتی ہے، لاہور: پزیرائی پبلیکیشنز، ۲۰۱۲ء، ص

۱۵۔ غوری، صدف، ایضا، ص

۱۶۔ غوری، صدف، ایضا، ص

۱۷۔ سمیرا سحر، آنکھ میں سوئی پیاس، پائلٹ ایجوکیشنل پراڈکٹس، لاہور، ۲۰۰۶ء

۱۸۔ کرن داؤد، دل آنگن اور دھوپ، یونائیٹڈ پرنٹرز، کوئٹہ، ۲۰۱۳ء ص ۸۷

۱۹۔ کرن داؤد، ایضا، ص ۱۰۴تا۱۰۵

۲۰۔ قندیل بدر، دھجی دھجی روشنی، گوھر گھر، کوئٹہ، ۲۰۰۸ء، ۹۳

۲۱۔ قندیل بدر، دھجی دھجی روشنی، گوھر گھر، کوئٹہ، ۲۰۰۸ء، ص ۶۹تا۷۰

References:

1.Dehlvi, Maulvi Syed Ahmed, (Bar VI), Farhang Asifia, Vol. I and II, Lahore, Urdu Science Board, 2010, p. 1080

2. Saleem Akhtar, the Search for Identity in Pakistani Poets, Content Quarterly Literature, Academy of Literature, Islamabad, January-June 2008, p. 343

3. Seema Saghir, Doctor, Tanishit and Urdu Literature, Tradition, Problems and Prospects, New Delhi, Brown Book, 2008, p. 28

4. Nasir Abbas Nayyar, Modern and Post-Modern Criticism (in Western Urdu Perspective), Karachi, Anjuman-e-Pragati Urdu, 2004, p. 227

5. Farzana Khadrzai, Doctor, Urdu Poetry of Women in Balochistan, Lahore, Beacon Books, 2017, 202

6. Tahira Ehsaas, Professor, Ehsaas, Barahui Literary Society, Quetta, 2017, 174

7. Tahira Ehsas, Professor, Ehsaas, ibid, p. 171

8. Jahan Ara Tabassum, I don't get a sermon, SPO (Institute of Sustainable Development), Quetta, 2012, p.10

9. Jahan Ara Tabassum, ibid, p. 28

10. Jahan Ara Tabassum, ibid, p. 39

11. Zaki, Zakia Behrouz, Drichia Gul, Institute of Nadard, Quetta, 2005, 84-85

12. Zaki, Zakia Behrouz, ibid, p. 121

13. Zaki, Zakia Behrouz, ibid, p. 54

14. Ghori, Sadaf, Here when dusk falls, Lahore: Pijarai Publications, 2012, p. 10.

15. Ghori, Sadaf, Idha

16. Ghori, Sadaf, Ibid, p.

17. Sameera Sahar, Needle Thirst in the Eye, Pilot Educational Products, Lahore, 2006

18. Kiran Dawood, Dil Aangan aur Dhoop, United Printers, Quetta, 2013, p. 87

19. Karan Dawood, ibid, pp. 104-105

20. Qandeel Badr, Dhaji Dhaji Roshni, Gohar Ghar, Quetta, 2008, 93

21. Qandeel Badr, Dhaji Dhaji Roshni, Gohar Ghar, Quetta, 2008, pp. 69-70